www.KitaboSunnat.com



مقالات

شیخ الحدیث مولانا محمد عبدہ الفلاح

# حدیثِ معلّق اور صحیح بخاری

اثنائے تدریس میں کتبِ صحاحِ ستہ کے متعلق بعض فنی اور اُصولی مباحث جمع ہوتے رہے جو ایک مسودہ کی صورت میں مستقل کتاب کی شکل اختیار کر چکے ہیں اب خیال آتا ہے کہ اگر ان مباحث کو مقالات کی شکل میں شائع کر دیا جائے تو یہ مواد محفوظ ہو سکتا ہے اور آئندہ بھی اس سے استفادہ ممکن ہو سکے گا

(راقم الحروف)

## حدیثِ معلّق کے معنی

محدثین کی اصطلاح میں معلّق حدیث اس حدیث کو کہتے ہیں جس کے مبداءِ اسناد سے ایک یا زیادہ رواۃ کو حذف کر کے حدیث کی نسبت مَن فوق المحذوف کی طرف کر دی گئی ہو۔[1]

اس میں "مبدء اسناد سے حذف" کی قید سے منقطع، مرسل، مقطوع اور معضل وغیرہ خارج ہو جاتی ہیں کیونکہ ان کے مبدء اسناد سے حذف نہیں ہوتا بلکہ درمیان یا آخر سند سے راوی ساقط ہوتا ہے[2]

ملا علی القاری نے شرح نخبہ کے حواشی اور شرح الشرح میں حذف کے ساتھ علی التوالی کی قید بھی ذکر کی ہے مگر دوسرے علماء نے اِس کی تصریح نہیں کی۔ ہاں مبدءِ اسناد کی قید ضروری ہے بلکہ متقدمین کے نزدیک تو من فوق المحذوف کی طرف نسبت بالجزم کا ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ تعلیق بالتمریض کو وہ معلّق نہیں کہتے۔ علامہ صنعانی لکھتے ہیں کہ میں

---

۱۔ مقدمہ ابن صلاح ص۲۰ توضیح الافکار ج۱ ص۱۳۴

۲۔ توضیح الافکار

۳۔ دیکھئے تحفۃ الاشراف حدیث (رقم ۱۵۳۳) و فتح الباری ج۱۲ ص۳۰۷ (سیاتی البحث علی ھذا النقطۃ)



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تعلیق کے لفظ کو ایسی روایت، جس میں سند کے راوی وسط یا آخر سے محذوف ہوں پر استعمال نہیں کرتا اور نہ ہی اس روایت پر جس میں نسبت بالجزم نہ ہو-۲۔

ہاں متاخرین نے غیر مجزوم پر بھی تعلیق کا لفظ استعمال کیا ہے جن میں حافظ کبیر ابوالحجاج یوسف بن الزکی المزی بھی شامل ہیں، وہ اپنی کتاب تحفۃ الاشراف میں صحیح بخاری میں اس نوع کی حدیث پر تعلیق کا لفظ بولتے ہیں مثلاً "باب مس الحریر من غیر لبس" میں امام بخاری کا قول ہے:

وفیہ یروی عن الزبیدی عن الزھری عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اس کو الاطراف میں ذکر کرنے کے بعد اس پر (خ العباس تعلیقاً) کہا ہے ۳۔ (خت)

## تعلیق کی صورتیں

پھر اگر شروع سے پوری اسناد حذف کر دی جائے اور مصنف "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کہہ دے یا رجال اسناد سے صرف صحابی کا ذکر کرے (جیسے "قال ابن عمر رضی اللہ عنہ قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم) تو ابن الصلاح نے بعض سے نقل کیا ہے کہ یہ بھی تعلیق ہے۔ چنانچہ مقدمہ میں لکھتے ہیں ۴۔ کہ تعلیق کا لفظ میں نے اس روایت پر استعمال ہوتا پایا ہے جس میں ابتداءِ سند سے ایک یا زیادہ راوی حذف ہوں حتیٰ کہ بعض کے ہاں جس کی پوری سند محذوف ہو۔ جیسے کہ کہا جائے کہ رسول اکرم نے ایسے فرمایا' یا ابن عباس نے' یا سعید بن مسیب کا فرمان ہے۔ وغیرہ لیکن حافظ مزی نے "الاطراف" میں اس قسم کے اقوال کو تعلیق میں شامل نہیں کیا اور نہ ان پر (خت) کی علامت لگائی ہے۔۵۔

## لفظ تعلیق کی اصطلاح

سب سے پہلے امام دار قطنی نے صحیح بخاری میں اس قسم کی احادیث کو تعلیق کا نام دیا اور پھر اس کے بعد مغاربہ نے امام دار قطنی کی اتباع کی۔ حافظ ابن الصلاح نے اس طرف ایسے اشارہ کیا ہے کہ تعلیق (ایسی روایت ہے) جسے حمیدیؒ صاحبُ الجمع بین الصحیحین اور مغاربہ وغیرہ صحیح بخاری کی احادیث میں یہ بیان کرتے ہیں کہ --- جو مقطوع السند ہو اور اس اصطلاح کو امام دار قطنی نے اس سے قبل استعمال کیا ہے۔

---

۴۔ مقدمہ ابن صلاح ص۲۰، ۶۱، والتغلیق ج ۲ ص۱۸۔۔ المنہج الحدیث فی علوم الحدیث

۵۔ شرح نخبۃ الفکر ص۱۸



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## حدیثِ معلق کا حکم

معلق حدیث کے محذوف رواۃ چونکہ مجہول ہوتے ہیں اس لئے تاآں وقت اس پر ردّو قبول کا حکم نہیں لگا سکتے جبتک وہ رواۃ سامنے نہ آجائیں اور قوت و ضعف کے لحاظ سے ان کے درجات کو متعین نہ کر لیا جائے کیونکہ تعدیل علی الابہام جمہور کے نزدیک مقبول نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ روایت کسی ایسی کتاب میں ہو جس کے مصنف نے یہ التزام کیا ہو کہ وہ "فقط ایسے رواۃ کو حذف کریں گے جو کہ ثِقہ ہوں" تو علماء نے اس نوع کی تعالیق میں خصوصی منہج اختیار کیا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن الصلاح لکھتے ہیں :

والتعليق الذى يذكره الحميدى صاحب الجمع بين الصحيحين وغيره من المغاربة فى أحاديث صحيح البخارى ، قطع اسنادها وقد استعمله الدار قطني من قبل — صورته صورة الإنقطاع ليس ولا خارجا ما وجد ذلك فيه منه من قبيل الصحيح ألى قبيل الضعيف وذلك لما عرف من شرطه وحكمه[6]۔

لیکن یہ اس تعلیق کا حکم ہے جو بصیغۂ جزم ہو اور اس کے رجال، رجال صحیح ہوں تو اس کی صحت کا حکم لگایا جائے گا کیونکہ امام بخاری نے اگر بالجزم بیان کیا ہے تو اس کی صحت ثابت ہونے کے بغیر نہیں کیا' ابن الوزیر کے الفاظ ہیں کہ امام بخاری بالجزم نسبت اس وقت ہی فرماتے ہیں جبکہ وہ آپ کے نزدیک صحیح ہو۔

اس پر امیر صنعانی لکھتے ہیں کہ یہ محض امام بخاری پر حسنِ ظن ہے ورنہ یہ صحت کی دلیل نہیں ہے۔ اس باب میں حافظ ابن حجرؒ کا فیصلہ صحیح ہے۔ وہ لکھتے ہیں :

"اور ایسی روایت پر صحت کا حکم لگایا جائے گا جس کے محذوف رُواۃ عدالت اور ضبط میں معروف ہوں بایں طور کہ کسی اور طریق سے امام صاحب ان کا نام یا کنیت یا لقب ظاہر کردیں۔"

دوسری صورت یہ ہے کہ جب کوئی حدیث صحیح ہو اور امام بخاری کی شرط پر نہ ہو اور امام بخاری اس کو تعلیق بالجزم سے ذکر کر رہے ہوں تو ایسی صورت میں من فوقِ المحذوف پر صحت کا حکم ہوتا ہے جیسے کتاب الغسل میں ہے قَالَ بَهْزٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ———— حالانکہ بهز عن ابيه عن جده امام بخاری کی شرط پر نہیں ہے۔۔۔ کما صرح بہ الحافظ۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ حمیدی نے ایسی روایات کو الجمع بین الصحیحین میں ذکر نہیں کیا۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



علاوہ ازیں جب جدّ بہز معاویہ بن حیرہ کی حدیث کو کتاب النکاح میں معلق کیا تو اسی بنا پر جزم نہیں کیا بلکہ بصیغۂ تمریض ذکر کیا ہے ۷۔

## تعالیق اور صحیح بخاری

صحیحین میں مسند احادیث کے علاوہ تعالیق بھی مذکور ہیں تاہم صحیح مسلم کے مقابلہ میں صحیح بخاری میں تعالیق کی تعداد بہت زیادہ ہے اس کے برعکس صحیح مسلم میں حوالہ بہت زیادہ ہے اور صحیح بخاری میں حوالہ بہت کم ہے اور یہ کثرت و قلت دونوں کتابوں کے مقاصد میں اختلاف کی وجہ سے ہے۔ امام مسلم نے اسناد اور اختلافِ طرق کے بیان کو مقصد بنایا جو فنِ حدیث میں اہمیت اور افادیت کا حامل ہے اس لئے وہ ہر حدیث میں طُرقِ اسانید اور ان میں اختلاف کو ملحوظ رکھتے ہیں اور مثلہ یا نحوہ کہہ کر متن حدیث کا احالہ کر دیتے ہیں۔

لیکن امام بخاری نے چونکہ اپنی صحیح کی بنیاد فقہُ الحدیث پر رکھی ہے۔ اس لیے وہ طرقِ اسانید اور اختلافِ رواۃ کی طرف زیادہ توجہ نہیں دیتے بلکہ جس مقام پر ایسی ضرورت محسوس کرتے ہیں اسناد کو مختصرا" یا تعلیقا" ذکر کر دیتے ہیں۔ اس لئے الجامع الصحیح میں تعالیق بکثرت جمع ہو گئی ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں ۸ :

> صحیح بخاری میں کل تعالیق ایک ہزار تین سو اکتالیس ہیں جن میں اکثر وہ ہیں جو مولف نے دوسرے مقام پر موصولاً ذکر کر دی ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مصنف کی شرط پر ہیں۔ بقیہ ایک سو ساٹھ روایات وہ ہیں جو تعلیقا" ہی مذکور ہیں اور مؤلف نے کسی دوسرے مقام پر ان کو مسندا" یا موصولا ذکر نہیں کیا۔

قسمِ اول کی تعلیق پر بحث کرتے ہوئے شارحؒ نے لکھا ہے کہ امام بخاری اپنی عادت اور قاعدہ کے مطابق مکرر حدیث نہیں لاتے اور اگر کسی ایک ہی حدیث سے متعدد مسائل کا استخراج کرنا مقصود ہوتا ہے اور مختلف تراجم کے تحت لانا ضروری ہوتا ہے تو حدیث کی اسناد میں تغایر یا متنِ حدیث میں اختصار کر لیتے ہیں تاکہ وہ حدیث بعینہٖ اسناد و متن کے ساتھ مکرر نہ آئے بلکہ اس سے کبھی کوئی قاعدہ خفیہ یا فائدہ حدیثیہ حاصل ہو جائے۔ اس مقصد کے پیش نظر کبھی متن حدیث کی تقطیع کر لیتے ہیں اور ہر جملہ کو متعلقہ ترجمۃُ الباب کے تحت

---

۶۔ المقدمہ ص ۱۱

۷۔ اس پر بحث آرہی ہے

۸۔ ھدی الساری ج ۲ ص ۱۸۷ و منہج ذوی النظر ص ۲۲ جمعھا الحافظ فی رسالتہ سماہ "التوفیق" ولہ کتاب آخر جمع فیہ جمیع تعالیق والمتابعات باسانیدہ سماہ "تغلیق التعلیق" ثم اختصرہ بحذف الاسانید سماہ "التوفیق الی وصل المہم من التعلیق"



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لے آتے ہیں اور کبھی اسی حدیث کو دوسرے طریق سے لے آتے ہیں لیکن اگر کوئی حدیث ایک ہی طریق سے مروی ہے اور اس کے متن میں بھی اختصار یا تقطیع ممکن نہیں تو تعلیق کر دیتے ہیں اور اسناد سے بعض رواۃ کو حذف کر کے اپنا مقصد حاصل کر لیتے ہیں۔ بہرحال احادیثِ مرفوعہ جو دوسری جگہ موصولاً مذکور ہیں ان کو معلق ذکر کرنے کی یہ ایک وجہ ہے۹۔ ورنہ ان کو "تعلیقا" ذکر کرنے کی دیگر وجوہ بھی ہو سکتی ہیں (کَمَا سَیَأتِی)

## تکرارِ حدیث کی بحث

ہم نے بتایا ہے کہ امام بخاری جب بھی کوئی مکرر حدیث لاتے ہیں تو کسی فائدہ حدیثیہ یا قاعدہ خفیہ کے تحت لاتے ہیں اور یہ مصنف کی ایسی خوبی ہے جس میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہے اور تکرارِ حدیث میں چونکہ طرق و الفاظ حدیث کا بھی تکرار ہوتا ہے اس لئے منعتہُ الاسناد کا بھی تدارک ہو جاتا ہے۔ لیکن غور سے دیکھا جائے تو یہ تکرار نہیں ہے اور امام بخاری تکرار سے گریزاں ہیں چنانچہ کتاب الحج "باب تعجیل الوقوف" میں الصحیح کے بعض نسخوں میں امام سے مروی ہے :

"ابو عبداللہ نے کہا کہ اس باب میں مالک عن ابن شہاب کی روایت بھی آتی ہے لیکن میں بوجہ تکرار دوبارہ ذکر سے گریزاں ہوں"

حافظ ابن حجر اس کے تحت لکھتے ہیں۱۰ :

اس کے معنی یہ ہیں کہ مولف "قصداً" کسی حدیث کو باسنادہ و متنہ دوبارہ نہیں لاتے اور اگر کہیں ایسا ہوا ہے تو یہ شاذ و نادر ہے اور مولف کے قصد کو اس میں دخل نہیں ہے۔ علامہ قسطلانی نے حافظ ابن حجر کی تحریر سے قلیل کی نشان دہی کی ہے اور لکھا ہے کہ ۲۱ احادیث میں امام بخاری نے اس قاعدہ کی مخالفت کی ہے اور ان کو ایک ہی اسناد اور متن کے ساتھ مکرر لائے ہیں، بلکہ علامہ قسطلانی نے اس پر ایک حدیث کا اضافہ کیا ہے۔۱۱

بعض علماء نے مذکورہ احادیث کے علاوہ ایک اور حدیث کی بھی نشان دہی کی ہے جو نفس سند و متن کے ساتھ دو جگہوں پر مکرر آئی ہے وہ حدیث امام بخاری اپنی صحیح میں ۱۳ جگہوں میں لائے ہیں مگر ہر جگہ سند یا متن میں تغایر کے ساتھ لائے ہیں۔ صرف دو جگہوں میں بعینہ اعادہ کیا ہے اور اسناد و متن میں کوئی تغایر نہیں ہے۔

---

۹۔ ھدی الساری ص۲۸ والنکت ج۱ ص۳۲۵ و توضیح الافکار (۱/۱۴۲)

۱۰۔ ھدی الساری ج۱ ص۱۰

۱۱۔ مقدمہ قسطلانی شرح بخاری ۳۲۔۳۳ والراقم صحح شرح مقدمہ القسطلانی بتوضیحات و اضافات ولم یطبع



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## حدیثِ عبداللہ بن مسعود

وہ حدیث عبداللہ بن مسعود ہے مَن حلف على يمين يقطع بها مال امرئ مسلم؛ الخ کہ امام بخاری اس حدیث کو ۱۳ مقامات پر لائے ہیں

(۱) أبواب الترب باب الخصومة فى البئر، واسناده: حدثنا عبدان عن ابى حمزة عن الاعمش عن شقيق عن عبد الله بن مسعود عن النبى صلى الله عليه وسلم

(۲) فى الخصومات باب كلام الخصوم حدثنا محمدٌ اخبرنا معاوية عن الاعمش مطولا

(۳) فى الرّهن: باب إذا اختلف الراهن والمرتهن : عن قتيبة بن سعيد حدثنا جرير (الخ)موقوفًا

(٤) وفى الشهادات باب سوال الحاكم المدعى : أخرجه بنفس الطريق فى باب كلام الخصوم ونفس اللفظ أيضًا

(٥) وفى الشهادات باب اليمين على المدعى عليه : رواه معلقًا ما يناسب الترجمة

(٦) فى الباب السابق وروى الحديث بسنده حدثنا عثمان بن ابى شيبة هكذا بدون التصريح بالرفع

(۷) باب يحلف المدعى عليه وعلق فيها جملة منه يعنى وقال النبى صلى الله عليه وسلم شاهداك أو يمينه حدثنا موسى بن إسماعيل حدثنا عبد الواحد عن الاعمش (الخ)

(۸) وفيها أيضا باب قول الله ﴿إن الذين يشترون..الآية﴾ حدثنا بشر بن خالد ثنا محمد بن جعفر عن شعبة عن سليمان الا عمش

(۹) أخرجه فى كتاب التفسير تحت الآية المذكورة حدثنا حجاج بن منهال ثنا ابو عوانة عن الاعمش

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۱۰) وفي الإيمان والنذور باب عهد الله وقال محمد بن بشار ثنا ابن عدى عن سليمان مختصرًا

(۱۱) وفيه ايضًا تحت الآية المذكورة حدثنا موسى بن إسماعيل ثنا أبو عوانة

(۱۲) وأخرجه في الأحكام باب الحكم في البئر حدثنا إسحاق بن نصر ثنا عبد الرزاق مختصرًا بلفظ جديد

(۱۳) أخرجه في آخر جامعه باب وجوه يومئذ ناضرة حدثنا الحميدى

چنانچہ امام بخاری نے اس حدیث سے تیرہ احکام اخذ کئے ہیں اور صرف دو جگہوں پر (۴،۳) میں بعینہ مکرر سنداً ومتناً اعادہ کیا ہے۔ اور وہ ۲۲ احادیث جن کی حافظ ابن حجر اور علامہ قسطلانی نے نشان دہی ہے، مقدمہ شرح قسطلانی میں مذکور ہیں۔۱۲

دوسری قسم کی تعالیق جو الصحیح میں تعلیقاً ہی مذکور ہیں ان کی دو صورتیں ہیں یعنی یا تو بصیغۂ جزم مذکور ہیں اور یا بصیغۂ تمریض!

(الف) اگر بصیغۂ جزم ہیں تو معلق عنہ تک صحیح ہیں لیکن محذوف رواۃ پر بحث کے بعد اس کی صحت یا عدم صحت کا حکم لگایا جائے گا۔ اور اگر رواۃ الصحیح کی شرط پر ہوں تو التحاق بشرطہ ہوگا ورنہ نہیں۔

پھر جو ملتحق بشرطہ ہو اس کی تعلیق کے دو سبب ہیں:

(۱) اس کے ہم معنی کوئی دوسری روایت موصولاً مذکور ہوتی ہے تو اس کو مختصراً بصیغۂ تعلیق ذکر کر دیتے ہیں مثلاً "کتاب الجزیۃ" میں باب اِذَا قَالُوْا صبَانَاً وَلَمْ یَحْسُنُوْا اَسْلَمْنَا کے تحت صبانًا کے متعلق موصول روایت ذکر کرنے کی بجائے ابن عمر کی مختصر اور معلق روایت ذکر کر دی ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو باب میں موصول ذکر نہیں کیا بلکہ صرف طرفِ حدیث ذکر کرنے پر ہی اکتفا کیا ہے جس میں یہ الفاظ موجود تھے، یعنی خالد کے قصہ میں ابن عمر کی حدیث میں ۱۳

(۲) مولف کی وہ روایت مسموع نہیں ہوتی بلکہ مذاکرہ یا اجازہ کے طور پر اخذ کی ہوتی ہے اس لیے صیغہ تحدیث یا اخبار کی بجائے "تعلیقاً" لے آتے ہیں تاکہ اصول کے ساتھ اشتباہ نہ ہو

---

۱۲۔ مقدمہ قسطلانی

۱۳۔ راجع فتح الباری ۸۴/۷ وا تغلیق ج ۳ ص ۴۸۲



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مثلاً "کتاب الصلاۃ میں

باب الجمع فی السفر بین المغرب والعشاء (١٤) قال إبراهيم بن طهمان عن حسين المعلم يحيى بن أبى كثير عن عكرمة عن ابن عباس (الحديث)

حافظ لکھتے ہیں کہ یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے اور ہم نے احمد بن حفص نیشاپوری عن ابیہ عن ابراہیم کے طریق سے اس کو روایت کیا ہے جبکہ احمد اور اس کا باپ اور جو ان سے اوپر رواۃ ہیں ان سب سے احتجاج لیتے ہوئے امام بخاری نے اپنی صحیح میں ان سے احادیث لی ہیں۔ ۱۵۔

دوسری مثال : کتاب الوکالۃ میں

باب إذا وكّل رجلا (الخ) قال عثمان بن الهيثم ثنا عوف ثنا محمد بن سيرين عن ابى هريرة قال وكّلنى رسولُ الله صلى الله عليه وسلم بزكاة رمضان ——— الحديث بطوله

امام بخاری اس حدیث کو صحیح بخاری میں متعدد مواقع پر لائے ہیں مثلاً "کتاب الخلق باب صفۃ ابلیس و کتاب فضائل القرآن' باب فضل سورۃ البقرہ وغیرہ —— مگر کسی جگہ بھی موصولاً ذکر نہیں کی۔ حالانکہ عثمان بن الہیثم امام بخاری کے شیوخ سے ہیں اور ان سے بہت سی احادیث کا سماع بھی حاصل ہے لیکن اس حدیث کی روایت میں کسی جگہ بھی سماع کی تصریح نہیں کی۔

پس اس حدیث کو تعلیقاً ذکر کرنے کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ شیخ سے اس کا سماع حاصل نہیں ہے یا شیخ سے مذاکرۃً اخذ کی ہے۔ امام بخاری ایسی روایات اپنے مشائخ سے "قال" کے لفظ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ ١٦۔

دوسری قسم تعلیق جازم کی یہ ہے کہ وہ حدیث صحیح کی شرط پر نہیں ہوتی خواہ نفس الأمر میں وہ حدیث صحیح ہی کیوں نہ ہو جیسے کتاب الغسل میں باب من اغتسل عريانا وقال بهز عن أبيه عن جده مرفوعا (والله أحقُّ أن يستحيى منه)

---

۱۴۔ فتح الباری ج ۳ ص ۳۲۳-۳۲۴

۱۵۔ النکت ج ۱ ص ۳۲۷

۱۶۔ النکت ج ۱ ص ۳۲۷-۳۲۸ التعلیق ۳/۲۹۵



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ یہ مشہور حدیث ہے اور اصحابِ سنن اربعہ نے بہز کی احادیث میں اس کو وارد کیا ہے۔ جبکہ بہز اور ان کے والد کی ایک جماعت نے توثیق کی ہے اور بیشتر ائمہ نے احادیث بہز کو صحیح گردانا ہے۔۱۷

اس نوع کی دوسری حدیث حضرت عائشہ کی ہے۱۸

كان النبي صلى الله عليه وسلم يذكر الله على كل أحيانه ؛

یہ ایسی حدیث ہے جو امام مسلم نے بطریق خالد بن سلمہ عن عبداللہ البہی عن عروۃ عن عائشہ ذکر کی ہے اور خالد متکلم فیہ ہے اور امام بخاری کی شرط پر نہیں ہے اور

تیسری قسم تعلیق جازم کی وہ حدیث ہے جو انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہوتی ہے۔ مثلاً "کتاب الزکاۃ" "باب العرض فی الزکاۃ" میں ہے ۔

قال طاؤس قال معاذ ائتوني بعرض ثياب---الحديث

یہ طاؤس تک چونکہ صحت کی ساتھ ثابت ہے اس لئے مولف نے بصیغہ جزم ذکر کیا ہے لیکن طاؤس کو معاذؓ سے سماع حاصل نہیں اس لئے منقطع ہے اور امام نے اس کو معلق کر دیا ہے۔۱۹

حافظ ابن حجر اس پر مزید لکھتے ہیں :

> اس سے دھوکا نہیں ہونا چاہیے کہ امام بخاری اگر کسی حدیث کو تعلیق جازم کے ساتھ روایت کریں تو ان کے نزدیک یہ روایت صحیح ہوتی ہے کیونکہ اس قسم کی تعلیق تو اِلٰی مَنْ عَلَّقَہٗ تک صحت کا فائدہ دیتی ہے باقی اسناد بحالہ رہتی ہے تاہم امام بخاری کا اس کو معرض احتجاج میں پیش کرنا اس کی قوت کا مقتضی ہے گویا دوسری حدیث سے اس کو تقویت حاصل ہوگئی ہے جو اس باب میں مذکور ہیں۔۲۰

## "قَالَ فُلَانٌ" کا حکم

اب یہاں پر ان روایات کے حکم کو جاننا ضروری ہے جو امام بخاری نے اپنے شیوخ سے قال فلان یا ذکر فلاں وغیرہ الفاظ سے ذکر کی ہیں کہ کیا یہ تعلیق ہے ؟ یا تدلیس ہے یا عنعنہ؟

---

۱۷۔ ابوداوٗد فی کتاب الحمام باب ماجاء فی التعری والترمذی کتاب الادب باب ما جاء فی حفظ العورۃ و قال عقبہ : "ھذا حدیث حسن" و ابن ماجہ فی کتاب النکاح باب التستر عند الجماع

۱۸۔ باب تقضی الحائض المناسک کلھا ۱۹۔ بخاری مع الفتح ۴/۵۴ ۲۰۔ فتح الباری کتاب الزکوٰۃ



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شیخ الاسلام شرح النخبہ میں لکھتے ہیں کہ معلق کی صورتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جس سے حدیث لی ہو اس کو حذف کر کے اس سے اوپر کی طرف نسبت کر دی جائے۔ پس اگر وہ اوپر والا راوی بھی اس مصنف کا شیخ ہے تو تب اس کو تعلیق کہنے میں اختلاف ہے۔ اس میں صحیح مذہب یہ ہے کہ اگر نص و استقراء کے ذریعے ثابت ہو جائے کہ ایسا کرنے والا "مدلس" ہے تو حدیث کا معاملہ مکمل! وگرنہ یہ تعلیق ہوگی۔۲۱

عراقی نے ابن مندہ سے نقل کیا ہے کہ امام بخاری کا الصحیح میں "قَالَ لَنَا فُلَانٌ" کہنا اجازہ ہے اور "قَالَ فُلَانٌ" تدلیس ـــــ یہی حال امام مسلم کا ہے۔

علامہ عراقی لکھتے ہیں کہ یہ بے معنی اور غلط بات ہے اور کسی نے بھی اس بات میں ابن مندہ کی موافقت نہیں کی اس کے بطلان کیلئے یہی کافی ہے کہ اس نے بخاری کے ساتھ مسلم کو بھی ضم کر دیا ہے حالانکہ امام مسلم نے اپنی الصحیح میں مقدمہ کے بعد کسی شیخ سے قَالَ فُلَانٌ کی ساتھ روایت نہیں کی بلکہ تمام روایات تصریح کے ساتھ ہیں۔۲۲

ہاں کبھی امام بخاری اپنے بعض شیوخ سے "قَالَ فُلَانٌ" کے ساتھ روایت کرتے ہیں حالانکہ اس روایت میں ان کے درمیان واسطہ ہوتا ہے تو یہ تدلیس نہیں ہے اور نہ ہی امام بخاری مدلس تھے بلکہ یہ تعلیق ہے جو ایک اصطلاحی طریق ہے اور اس کے کچھ اسباب و بواعث ہیں جن کے پیش نظر امام بخاری تعلیقاً ذکر کر دیتے ہیں۔۲۳

اور قَالَ فُلَانٌ وَذَكَرَ فُلَانٌ اَوْقَالَ لِیْ فُلَانٌ یا ذَكَرَ لَنَا فُلَانٌ میں حافظ ابن الصلاح کا کلام اختلاف کی صورت اختیار کر گیا ہے اور شارحین نے بھی مختلف آراء ذکر کی ہیں، حافظ ابن الصلاح لکھتے ہیں:

"قال فلان" بھی "عَنْ" کے حکم میں ہے یعنی یہ مجہول ہے لیکن آگے چل کر لکھتے ہیں

> "امام بخاری قَالَ الْقَعْنَبِیُّ وغیرہ کے صیغے کے ساتھ جو اپنے شیوخ سے ذکر کرتے ہیں، یہ سب تعالیق میں شامل ہے"۔

حافظ ابن حجر نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ چنانچہ ہدیٰ الساری میں لکھتے ہیں ان کا حکم بھی دوسری تعالیق کا ہے تاہم صیغہ جزم ہونے کی وجہ سے مفیدُ الصحۃ ہے اور ساتھ ہی یہ احتمال ہے کہ انہوں نے اپنے شیخ سے سنا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ مولف

---

۲۱۔ شرح نخبۃ الفکر ص ۱۷

۲۲۔ النکت للعراقی ص ۳۴

۲۳۔ المنہج الحدیث فی علوم الحدیث عتر ص ۱۴۲



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اپنی صحیح میں قال فلان کے ساتھ اپنے شیخ سے روایت کرتے ہیں اور پھر اسی روایت کو دوسرے مقام پر اسی شیخ سے بالواسطہ ذکر کرتے ہیں جس کے معنی یہ ہے کہ شیخ سے اس خاص کی روایت کا سماع حاصل نہیں ہے۔

مثلاً" باب صلاۃ اللیل میں زید بن ثابت والی حدیث ذکر کی ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اِتَّخَذَ حُجرَۃً قَالَ عَفَّانُ ثَنَا وُھَیْبٌ پھر اسی عفان کی روایت کو کتاب الاعتصام میں مسنداً" ذکر کیا ہے عن اسحاق عن عفان بہ--- اس پر حافظ ابن حجر لکھتے ہیں اور یہ چند ایک ایسے مقالات سے ہیں جن سے یہ دلیل لی جاتی ہے کہ بخاری بسا اوقات ایسے شیوخ سے بھی معلقاً روایت کرتے ہیں جن سے سماع حاصل نہیں۔ ۲۴۔

اسی طرح التاریخ الکبیر میں بعض شیوخ سے تعلیقاً" ذکر کرتے ہیں اور پھر تصریح کرتے ہیں کہ اس سے سماع حاصل نہیں۔ مثلاً" حضرت معاویہ کے ترجمہ میں ہے قَالَ اِبْرَاہِیْمُ بْنُ مُوْسٰی فِیْمَا حَدَّثُوْنِیْ عَنْہُ حالانکہ ابراھیم بن موسیٰ امام بخاری کے شیوخ میں سے ہیں ۲۵۔ اس لئے حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

> نہ تو یہ قاعدہ مطرد ہے کہ "قال فلان" عدم سماع پر محمول ہے اور نہ ہی تمام اس قسم کی روایات کو سماع پر حمل کر سکتے ہیں ۲۶۔

ابن مندہ وغیرہ نے الزام لگایا ہے کہ امام بخاری قال فلان میں تدلیس کرتے ہیں لیکن علماء نے اس کی تردید کی ہے کہ امام بخاری مدلس نہ تھے۔ ابن ابی حاتم کا بیان ہے کہ ایک حدیث کے متعلق جب امام بخاری کے سامنے یہ ذکر ہوا تو انہوں فرمایا

> اے ابو فلاں! کیا تو مجھے مدلس گمان کرتا ہے جبکہ میں نے تو دس ہزار احادیث اس بنا پر چھوڑ دیں کہ مجھے ان میں تردد تھا ۲۷۔

یعنی انہوں نے اتنا بڑا ذخیرہ حدیث محض "لِیْ فِیْہِ نَظَرٌ" کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے تو تدلیسِ مذموم کا ارتکاب کیسے کر سکتے ہیں؟۔

اب رہے دوسرے صیغے یعنی قَالَ لِیْ فُلَانٌ ذَکَرَ لِیْ فُلَانٌ وغیرہ جن میں "لِیْ" یا "لَنَا" کا لفظ زیادہ کرتے ہیں۔ علامہ کرمانی لکھتے ہیں یہ مذاکرہ پر محمول ہیں اور امام بخاری جو حدیث مذاکرۃً اخذ کرتے ہیں اس کے ادا کیلئے یہ صیغہ اختیار کرتے ہیں تاکہ دونوں میں اشتباہ نہ رہے۔ جعفر بن حمدان بھی تقریباً" اسی کے قائل ہیں لیکن حافظ کا دعویٰ ہے کہ یہ اتصال پر محمول ہیں چنانچہ "ما یذکر فی المناولہ" کے تحت لکھتے ہیں

---

۲۴۔ التعلیق ج ۲ ص ۳۰۲
۲۵۔ التاریخ الکبیر ج ۴ ص ۳۲۷
۲۶۔ مقدمہ فتح الباری ص ۱۷ و التعلیق ج ۲ ص ۳۰۴
۲۷۔ تاریخ بغداد ۲/۲۵



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ دعویٰ مردود اور بلا دلیل ہے میں نے بخاری میں متعدد مواضع پر پایا ہے کہ امام بخاری "الجامع" میں "قال لی" کہنے کے بعد جامع کے علاوہ کسی کتاب میں اسے ہی "حدثنا" بھی کہہ دیتے ہیں جبکہ اجازہ میں آپ "حدثنا" نہیں کہا کرتے پس یہ دلیل ہے کہ یہ سماع پر محمول ہے۔

مثلاً امام بخاری بَابُ مُكْثُ الإِمَامِ فِيْ مُصَلَّاهُ "قال لنا آدم" کے تحت لکھتے ہیں یہ روایت موصول ہے۔ "قال لنا" کے ساتھ تعبیر کی وجہ اس کا موقوف ہونا ہے اس کو مذاکرہ یا مناولہ پر حمل کرنا صحیح نہیں ہے۔

اسی طرح کتاب التعبیر میں حدثنا ابراہیم بن موسیٰ کے صیغہ سے ایک روایت ذکر کی ہے مگر کتاب الایمان والنذور میں اسی روایت کو قال لی ابراہیم بن موسیٰ کے صیغہ سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح التاریخ الکبیر میں حضرت ابو ھریرہ کی روایت کو قال لی عبدان سے ذکر کیا ہے لیکن کتاب الصوم میں اسی روایت کو حدثنا عبدان سے درج کیا ہے۔

علی ہذا القیاس بَابُ مَاجَاءَ فِيْ قَاتِلِ النَّفْسِ (كِتَابُ الْجَنَائِزِ) کے تحت "كَانَ بِرَجُلٍ خُرَاجٌ فَقَتَلَهُ" والی حدیث کو "قَالَ حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ ---- الخ" روایت کیا ہے۔ حالانکہ حجاج بن منھال سے متعدد حدیثیں سنی ہیں پھر دوسرے مقام پر "بَابُ مَاذُكِرَ عَنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ" میں حدثنا محمد حدثنا حجاج بن منھال بالواسطہ ذکر کیا ہے۔ معلوم ہوا یہ حدیث حجاج سے مسموع نہیں ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ قَالَ فُلَانٌ تعلیق ہے اگر دوسرے مقام پر سماع کا ذکر ہو تو اتصال پر محمول ہو گی لیکن اس کے برعکس اگر کسی دوسرے مقام پر بالواسطہ روایت ہو تو تعلیق پر محمول ہو گی۔

اسماعیلی اپنی کتاب "المدخل الی المستخرج علی البخاری" میں لکھتے ہیں

وکثیرا ما یقول البخاری قال فلان وقال فلان عن فلان

تو یہاں پر تحدیث کی تصریح نہ کرنیکی چند وجوہ ہو سکتی ہیں؟

(i) کسی روایت کو علو کے ساتھ نہیں سنا ہوتا لیکن اس مروی عنہ سے ثقات اس کو روایت کرتے ہیں تو امام بخاری دوسرے ثقات سے اس کی صحت اور شہرت کی بنا پر قَالَ فُلَانٌ کہہ دیتے ہیں۔

(ii) دوسری جگہ بالتحدیث بیان کی ہوتی ہے لہٰذا اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں سمجھتے۔

(iii) وہ روایت ایسے راوی سے سنی ہوتی ہے جو امام بخاری کی شرط پر نہیں ہوتا تو اس کو قَالَ فُلَانٌ سے روایت کر دیتے ہیں



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(iv) متابعت و استشہاد کے موقع پر ذکر کرتے ہیں نہ کہ بطورِ احتجاج اور جو روایات معرضِ استشہاد ومتابعت ہوتی ہیں ان میں تسامح ہو سکتا ہے۔

(v) محض کسی دوسری روایت سے وہم کو دور کرنے کیلئے تعلیقاً" ذکر کرتے ہیں ورنہ احتجاج مقصود نہیں ہوتا مثلاً" سفیان ثوری کے طریق سے عن حمید عن انس روایت ہے لیکن یحییٰ بن ایوب کے طریق سے "عَنْ حُمَیْدٍ سَمِعْتُ اَنَسًا" ہے تو یحییٰ بن ایوب کے طریق کو ذکر کرکے حمید سے وہمِ تدلیس کو دور کر دیا ہے مگر یحییٰ چونکہ امام کی شرط پر نہیں ہے اس لیے اس طریق کو متابعۃً ذکر کیا ہے۔ حافظ ابن الصلاح لکھتے ہیں کہ متاخرین مغاربہ سے مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ وہ قال لی فلان کو تعلیق پر حمل کرتے ہیں یعنی کہ یہ بظاہر متصل ہے اور اصل میں منقطع ہے۔

دراصل قَالَ فلانٌ اور قَالَ لِی فلانٌ میں فرق ہے کیونکہ قَالَ لِی فُلَانٌ میں سماع کی تصریح ہے اور قَالَ فُلَانٌ میں یہ تصریح نہیں ہے۔

ابو جعفر ابن حمدان کا اس کو عرضِ مناولہ پر حمل کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ الصحیح میں جو روایات قال لی فلان سے مروی ہیں غیر صحیح میں ان کو حدثنا سے روایت کیا ہے

باب امامۃ المفتون والمبتدع (فتح الباری ج ۲ ص ۳۳۰)

قال أبو عبد الله وقال لنا محمد بن يوسف حدثنا الاوزاعی (الخ)

بعض نے لکھا ہے کہ امام بخاری یہ صیغہ اس روایت میں استعمال کرتے ہیں جو بطور مذاکرہ اخذ کی ہوتی ہیں اور بعض نے اس کو عرض، مناولہ یا اجازہ پر محمول کیا ہے اور بعض نے کہا ہے اس قسم کی روایات مِنْ حَیْثُ اللفظ متصل ہوتی ہے مگر مِنْ حَیْثُ المَعْنیٰ منقطع---

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں

> میری تتبع اور استقراء اس کے خلاف ہے اور ایسی روایت متصل ہوتی ہے لیکن "قال لنا" سے اس وقت تعبیر کرتے ہیں
>
> "جب کوئی متن موقوف ہو یا اس میں کوئی راوی امام کی شرط پر نہ ہو یہاں پر متن موقوف ہے اور اسماعیلی نے محمد بن یحییٰ کے واسطہ سے اس کو موصولاً ذکر کیا ہے"۔

اس میں عبیداللہ بن عدی بن خیار تابعی کبیر ہے جس کا شمار صحابہ میں ہوتا ہے کیونکہ یہ عہدِ نبوی میں تولد ہو چکا تھا اور حضرت عثمان ماں کی طرف سے اس کے اقارب میں تھے۔

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ جب کوئی حدیث معروف عن الثقات ہوتی ہے تو اس کی شہرت کی بنا پر امام بخاری اسے تعلیقاً" ذکر کر دیتے ہیں اور اسناد کی ضرورت نہیں سمجھتے تاہم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ تعلیق بالجزم ہوتی ہے اس لئے یہ تعلیق حدیث کی صحت و اتصال پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ صحیح بخاری میں حدیثُ المعازف بھی اسی قبیل سے ہے جو امام بخاری نے کتاب الاشربہ "باب فیمن یستحل الخمرَ ویسمیہ بغیر اسمہ" میں ذکر کی ہے

(لیکونن فی أمتی أقوام یستحلون الحِرَّ والحریر والخمر والمعازف)

وقال هشام بن عمار حدثنا صدقة بن خالد حدثنا عبد الرحمن بن يزيد بن جابر حدثنا عطية بن قيس الكلابي حدثني عبدالرحمن بن غنم الاشعرى قال حدثني أبو عامر وأبو مالك الاشعرى والله ما كذبني سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول(الخ)

ابن حزم نے "المحلی" میں اس حدیث پر دو اعتراض کئے ہیں

(الف) امام بخاری اور ھشام بن عمار کے مابین انقطاع ہے

(ب) صحابی کے نام میں تردد اور شک ہے۔

ان دو وجوہ کی بنا پر یہ حدیث قابل احتجاج نہیں ہے لہٰذا معازف حرام نہیں ہیں

حافظ ابن حجر ابن حزم کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

اولاً" تو امام بخاری نے اس کو بصیغہ جزم بیان کیا ہے اور جب امام بخاری بصیغہ جزم تعلیق کریں تو اسی حدیث کے متعلق ایسا کرتے ہیں جو صالح للقبول ہوتی ہے۔ خصوصاً" جبکہ اس حدیث کو احتجاج کے طور پر بھی ذکر کریں ۲۸۔ اور پھر آگے چل کر لکھتے ہیں

حفاظِ حدیث کے ہاں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ وہ احادیث جو امام بخاری بصیغہ جزم تعلیقاً ذکر کرتے ہیں تو جس تک معلق ہوئی ہیں وہاں تک صحیح ہوتی ہیں اگرچہ وہ آپ کے شیوخ سے بھی نہ ہوں اور پھر جب بعض حفاظ کی روایت سے کوئی حدیث جہاں تک تعلیق ہوئی ہے موصول پائی جائے صحت کی شرط کے ساتھ تو آئندہ کے لئے اشکال ختم ہو جاتا ہے۔

اور پھر حافظ نے نو (۹) حفاظ کے واسطہ سے ھشام بن عمار سے اسی حدیث کا متصلاً روایت ہونا ذکر کیا ہے۔ المعجم الکبیر للطبرانی' المستخرج لابی نعیم' سنن ابی داؤد اور صحیح ابن حبان وغیرہ کتب سے اسانیدِ متصلہ کے ساتھ روایت جمع کی ہیں اور آخر میں لکھا ہے کہ یہ حدیث ہے جس میں کوئی علت نہیں اور نہ ہی کوئی طعن ہے



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور دوسرے اعتراضات کے جواب میں لکھتے ہیں

جہاں تک صحابی کی کنیت میں اختلاف کا تعلق ہے تو تمام صحابہ بلا تفریق عادل ہیں اور ہم نے ابن حبان سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنی صحیح میں کہا کہ انہوں نے ابو مالک اور ابو عامر سے سنا وہ کہہ رہے تھے---- پھر ان دونوں سے مکمل ذکر کیا۔ پس میرے پاس اس معاملے میں شواہد بھی ہیں بوجہ طوالت ان کے ذکر کو ترک کرتا ہوں۲۹۔

یہاں تک ہم نے ان تعالیق سے بحث کی ہے جو صحیح البخاری میں بصیغہ جزم مذکور ہیں اور دوسری جگہ متصلاً مروی نہیں ہیں۔ اب ہم ان تعالیق کا جائزہ لیتے ہیں جو مولف نے بصیغہ تمریض بیان کی ہیں۔

صحیح بخاری میں جو احادیث معلق بصیغہ تمریض ہیں ان کی چند صورتیں ہیں

(الف) بعض وہ ہیں جو ملتحق بشرطہ ہیں اور روایت بالمعنی کیوجہ سے ان کو بصیغہ تمریض ذکر کیا ہے۔

(ب) ان میں بعض احادیث صحیح ہیں' گو امام کی شرط پر نہیں ہیں کیونکہ یا تو ان کے رجال ' رجالُ الصحیح نہیں ہیں اور یا مؤلف کے نزدیک ان میں کوئی علت پائی جاتی ہے۔

(ج) بعض ان میں سے "حسن" ہیں۔

(د) اور بعض ضعیف ہیں جن میں بعض تو وہ ہیں جن کے ضعف کا کسی دوسری وجہ سے جبر ہو گیا ہے۔ مثلاً" معمول بہا ہونے کی وجہ سے ان کو قوت حاصل ہو گئی ہے۔

اور کچھ دوسری ہیں جن کے ضعف کا جبر نہیں ہوا بلکہ وہ بحالہا ضعیف ہیں ایسی احادیث کے ضُعف کی مؤلف نے خود تصریح کر دی ہے جیسا کہ امثلہ سے واضح ہو گا۔

چنانچہ اب ہم ان کی امثلہ پیش کرتے ہیں۔

(الف) وہ تعلیقِ ممرّض جس کی اسناد صحیح ہے لیکن شرطِ بخاری پر نہیں ہے کیونکہ اس کے بعض رجال شرط صحیح پر نہیں ہیں مثلاً" کتاب الصلاۃ "باب الجمع بین الصورتین فی الرکعہ" میں ہے ویذکر عن عبد اللہ بن السائب رضی اللہ عنہ ---قال:

قرء النبی صلی اللہ علیہ وسلم "المؤمنین" فی صلاۃ الصبح. أخذته سعلہ فرکع

۲۸۔ فتح الباری ج ۱۲ ص ۱۵۴

۲۹۔ التعلیق ۲۲ ج ۵



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ حدیث صحیح ہے اور امام مسلم نے اپنی الصحیح میں اس کو "من طریق محمد بن عباد بن جعفر عن ابی سلمہ بن سفیان وعبداللہ بن عمرو القاری وعبداللہ بن المسیب ثلاثتھم عن عبداللہ بن السائب رضی اللہ عنہ موصولاً" روایت کیا ہے ۳۰۔

اور اس حدیث کی یہ اسناد ایسی ہے جس کے ساتھ امام بخاری نے الصحیح میں کوئی حدیث ذکر نہیں کی کیونکہ یہ معلل ہونے کی وجہ سے امام کی شرط پر نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر وجہِ تعلیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "ابن جریج پر اس کی اسناد میں اختلاف ہے۔ ابنِ عیینہ نے عنہ عن ابن ابی ملیکہ عن عبداللہ بن السائب روایت کی ہے جیسا کہ ابن ماجہ میں ہے اور ابو عاصم النبیل نے عنہ عن محمد بن عباد عن ابی سلمہ بن سفیان اور سفیان بن ابی سلمہ عن ابن السائب روایت کی ہے۔ اس اختلاف کی بنا پر مؤلف نے اس کو معلق بصیغۂ تمریض ذکر کیا ہے حالانکہ اس کی اسناد قابلِ حجت ہے اور یہ صحیح مسلم کی حدیث ہے ۳۱۔ لیکن بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شرط پر نہ ہونے کی وجہ سے تعلیقاً" روایت کی ہے نہ کہ محض اسناد میں اختلاف کیوجہ سے ــــــ

کیونکہ صحیح بخاری میں بعض احادیث وہ بھی ہیں جن کی اسانید میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے لیکن مؤلف نے راجح طریق سے اس کو ذکر کر دیا ہے مثلاً" عبداللہ بن مسعود کی حدیث، جس میں ہے "اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ علیہ وسلم بِحَجَرَیْنِ وَرَوْثَۃٍ" کہ اس کی اسناد میں سخت اختلاف ہے۔ لیکن مؤلف نے طریقِ راجحہ کے ساتھ اس کو الصحیح میں روایت کیا ہے۔ ۳۲۔

(ب) اور کتاب الصوم "بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَیْہِ صَوْمٌ" میں ہے

ویذکر عن أبی خالد (یعنی الاحمر) عن الاعمش عن الحکم ومسلم البطین وسلمۃ ابن کھیل عن سعید بن جبیر وعطاء ومجاھد عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال: قالت امرأۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم "إنَّ أُختی ماتت".. الحدیث (۳۳)

---

۳۱۔ صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب القراۃ فی الصبح علاوہ ازیں مسند احمد ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ تحفۃ الاشراف ۴/۳۳۶

۳۲۔ انظر فتح الباری ج ۱ ص ۲۶۸ قال الحافظ : وقد اعلہ قوم بالاضطراب وقد ذکر الدار قطنی الاختلاف فیہ علی ابی اسحاق فی کتاب العلل لکن روایہ زھیر ھذہ حجۃ عند البخاری لمتابعۃ یوسف عن ابی اسحاق و تابعھما شریک القاضی و زکریا بن ابی زائدہ و تابع ابا اسحاق عن عبدالرحمن لیث بن ابی سلیم انتھی مختصراً"

۳۳۔ فتح الباری ۳۰۔ فتح الباری ج ۲ ص ۳۹۸



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حافظ ابن حجر لکھتے ہیں :

کہ اس حدیث کے اسناد میں اختلاف ہے جو اضطراب کی حد تک پہنچا ہوا ہے اور پھر حدیث کو اس سیاق میں ذکر کرنے میں ابو خالد الاحمر متفرد ہے اور بہت سے حفاظ نے اسکی مخالفت کی ہے جن میں یحییٰ بن سعید' ابو معاویہ' زائدۃ' شعبہ' عبداللہ بن نمیر' عبثر بن قاسم اور عبیدۃ بن حمید خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔ یہ سب اس پر متفق ہیں کہ اس روایت میں مسلم البطین کا شیخ سعید بن جبیر ہے۔ ابو خالد الاحمر نے عن مسلم البطین عن ثلاثۃ (سعید بن جبیر' عطاء' مجاہد) روایت کی ہے۔ لہٰذا ابو خالد الاحمر کی یہ روایت شاذ ہے۔ چنانچہ ابن خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں ابو خالد الاحمر کے طریق سے روایت کے بعد لکھا ہے :

**وقال ابوبکر: لم یقل احد عن الحکم وسلمۃ بن کھیل الا ھو ۳۴۔**

اصحاب سنن میں سے امام ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو خالد الاحمر کے طریق سے یہ حدیث روایت کی ہے دیکھئے : تحفۃ الاشراف (۴/۴۱۵ حدیث نمبر ۵۵۱۳) اور ابو داؤد میں من طریق یحییٰ وابی معاویہ عن الاعمش عن مسلم البطین عن سعید بن جبیر مرفوعا مذکور ہے۔ جبکہ نسائی میں من طریق شعبہ عن الاعمش ہے۔ پس اصحاب سنن میں سے صرف ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو خالد الاحمر کے طریق سے روایت کی ہے ۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس حدیث کے اسناد و متن میں اختلاف کی طرف اشارہ کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے :

(۱) زائدة عن الاعمش عن مسلم البطين عن سعيد بن جبير عن ابن عباس جاء رجل إلى النبى صلى الله عليه وسلم ـــ ان أمى ماتت

(۲) قال سليمان فقال الحكم وسلمة ونحن جميعاً جلوسٌ حين حدَّث مسلم البطين بهذا الحديث قالا سمعنا مجاهدًا يذكر هذا عن بن عباس

(۳) ويذكر عن ابى خالد حدثنا الاعمش الخ وفيه إنَّ اُختى ماتت

(٤) وقال يحيى وابو معاوية عن الاعمش عن مسلم عن سعيد بن جبير عن ابن عباس وفيه قالت امرأة إنّ اُمى ماتت

---

۳۴۔ المرجع السابق والنکت ج۱ ص۳۳۶



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۵) قال عبد اللہ بن عمرو عن زید بن ابی انیسة عن الحکم عن سعید ..الخ

(٦) قال ابو حریز حدثنا عکرمة عن ابن عباس قالت امرأة ماتت اُمِّی وعلیها صومُ خمسة عشرَ یوماً

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں :

متن حدیث میں سائل (سائلہ) اور مسئول عنہ (صوم و حج) کا اختلاف' حدیث سے استدلال پر اثر انداز نہیں ہو سکتا کیونکہ سائل کی غرض یہ ہے کہ کیا میّت کیطرف سے صوم' حج وغیرہ (عبادات بدنیہ) ادا ہو سکتے ہیں یا نہیں اور ان عبادات کا ادا کرنا ولی پر واجب ہے یا نہیں؟ اور پھر اس میں اضطراب و اختلاف بھی نہیں ہے کیونکہ دراصل یہ دو قصے ہیں۔ نذر صوم کے متعلق سائلہ خثعمیہ ہے جیسا کہ ابو حریز کی روایت میں مذکور ہے اور نذر حج کے متعلق سائلہ جہنیہ ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ ایک عورت نے نذر صوم و حج دونوں کے متعلق سوال کیا۔

اور اسناد میں اختلاف کا حاصل یہ ہے کہ اعمش نے ایک ہی مجلس میں اپنے شیوخ ثلاثہ سے اس حدیث کا سماع کیا۔ اولاً عن مسلم البطین عن سعید بن جبیر سے اور پھر عن الحکم وسلمہ عن مجاہد سے' وقد خالف زائدة فی ذالک ابو خالد الاحمرلانہ روی عن الاعمش عن شیوخہ الثلاثہ عن ثلاثہ شیوخ ـــــ جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان ہرچہ نے ان تین میں سے ہر ایک سے یہ حدیث سنی ہے اور ممکن ہے کہ لف و نشر مرتب ہو۔ اس لئے حافظ نے ابو خالد الاحمر کی روایت کو شاذ قرار دیا ہے اور یذکر بصیغہ تمریض کے بیان کرنے کی یہ مثال ذکر کی ہے۔ اس سے حافظ ابن حجر کی مذکورہ بالا عبارت کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

(ج) تعلیقِ ممرض جس کی اسناد حسن ہو :

قوله فی الزکوة : ویذکر عن سالم عن ابن عمر رضی اللہ عنهما عن النبی صلی اللہ علیه وسلم "لا یُفرَّقُ بین مُجتمعٍ ولا یُجْمَع بینَ مُفترقٍ "(۳۵)

۳۵۔ کتاب الزکوٰۃ "باب لا یُجمع بین مفترق ولا یُفرق بین مجتمع" فتح الباری ج ۳ ص ۵٦ و انکشت ج ا ص ۳۴۷ ابوداوٗد' مسند احمد (۱۵/۲) والحاکم (۳۹۴/۱) والترمذی



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ابو داؤد' مسند احمد' ترمذی اور مستدرک حاکم میں "من طریق سفیان بن حسین عن الزھری عن سالم عن ابیہ موصولا" مروی ہے۔ تاہم سفیان بن حسین زھری سے روایت میں ضعیف ہے۔ سفیان بن حسین سے احفظ رواۃ نے زھری سے مرسلا روایت کی ہے۔ چنانچہ حاکم نے من طریق یونس بن یزید عن الزھری مرسلا روایت کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس حدیث کو سفیان بن حسین عن زہری کی روایت کی بنا پر تقویت حاصل ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے سالم بن عبداللہ بن عمر نے پڑھایا پس میں اس کو بعینہ یاد رکھا اور میری یہ رائے نہیں کہ ابن عمر نے ان سے حدیث بیان کی ہے۔

اسناد میں اس علت کی وجہ سے امام بخاری نے اسے بصیغہ تمریض ذکر کیا ہے لیکن حضرت ابوبکر الصدیق کی حدیث اس کی شاہد بن سکتی ہے جس سے سفیان بن حسین کی روایت کو قوت حاصل ہو جاتی ہے اور یہ حدیث حسن ہو جاتی ہے۔ ۳۶۔

حافظ ابن حجر "النکت" میں مزید لکھتے ہیں :

> سفیان بن حسین عن الزھری شیخین کی شرط پر نہیں ہے کیونکہ اس کا سماع زھری سے ضعیف ہے ہاں دوسرے شیوخ سے اس کی روایت صحیحین کی شرط پر ہے۔ ۳۷۔

اور کتاب البیوع "باب الکیل علی البائع والمعطی" میں ہے ۳۸۔

ویذکر عن عثمان رضی اللہ عنہ أنّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال له: "إذا بعتَ فكِلْ وإذا ابتعتَ فاكتَلْ"

یہ حدیث مسند احمد' مسند البزار اور ابن ماجہ ۳۹۔ میں من طریق ابن لھیعہ عن موسیٰ بن وردان عن سعید بن المسیب عنہ بہ مذکور ہے۔ ابن لھیعہ ضعیف ہے لیکن دار قطنی کی روایت جو کہ من طریق عبداللہ بن مغیرہ المصری عن منقذ مولی سراقہ عن عثمان سے تقویت حاصل ہوتی ہے اور منقذ کی وجہ سے یہ اسناد حسن ہو گئی ہے۔

چنانچہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں ۴۰۔

> پس اس اسناد نے دوسری اسناد کو قوی تر کر دیا ہے اور "یہ حسن ہو گئی ہے۔"

---

۳۶۔ انظر المرجع السابق

۳۷۔ ج ۱' ص ۳۴۳

۳۸۔ فتح الباری ۴/ ۳۴۴

۳۹۔ مسند احمد (۱/ ۶۲) ابن ماجہ باب بیع المجازفۃ

۴۰۔ النکت ج ۱ ص ۳۴۹



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ دونوں امثلہ اس تعلیقِ ممرض کی ہیں جس کی اسناد حسن ہے۔

(د) اب ہم اس تعلیقِ ممرض کو ذکر کرتے ہیں جس کی اسناد ضعیف ہے تاہم کسی دوسرے امر سے اس کے ضعف کا جبر ہو گیا ہے۔ ۴۱ے

وَيُذكر أنَّ النبي صلى الله عليه وسلم "قضى بالدَّين قبل الوصيةِ"

یہ حدیث ترمذی وغیرہ میں ابی اسحاق السبیعی عن الحارث عن علی رضی اللہ عنہ مذکور ہے ۴۲ے۔ امام ترمذی اس کی روایت کے بعد لکھتے ہیں کہ ہم اس حدیث کو حدیث ابواسحاق عن الحارث عن علی کے ماسوا نہیں جانتے اور بعض اہل علم نے حارث کے بارے میں کلام کیا ہے اور عام اہل علم کا اس حدیث پر عمل رہا ہے۔

پس اس عامتہ اھل العلم کے اس پر عمل کی وجہ سے اسے تقویت حاصل ہو گئی۔

چنانچہ حافظ لکھتے ہیں ۴۳ے

فاعتضد الحديث بعمل عامة اهل العلم باجماع على طبقة

نیز حافظ "فتح الباری" میں لکھتے ہیں ۴۴ے کہ

> اس کی اسناد ضعیف ہے لیکن ترمذی کے قول "کہ اہل علم کا اس پر تعامل ہے" کی بنا پر امام بخاری نے بوجہ اعتضاد عمل اہل العلم اس پر اعتماد کیا ہے۔ وگرنہ صحیح بخاری میں مقام حجت پر ضعیف حدیث کو ذکر کرنا بخاری کی عادت نہیں ہے۔

اور کبھی کوئی روایت صحیح ہوتی ہے مگر اس میں زیادتی "شاذۃ" ہوتی ہے تو اس کو معلق بصیغہ تمریض بیان کرتے ہیں مثلاً

باب اضحية النبي صلى الله عليه وسلم ..بكبشين اقرنين ويذكر بكبشين ثمينين

اس باب میں حدیث مسند جو آدم عن شعبہ عن عبدالعزیز بن صہیب ہے اس میں "سمینین" کا لفظ نہیں ہے۔ صرف صحیح ابن عوانہ میں "من طریق حجاج بن محمد عن شعبہ عن قتادۃ عن انسؓ" یہ لفظ مذکور ہے

ضحّى رسول الله صلى الله عليه وسلم - بكبشين أقرنين سمينين

---

۴۱ے الوصایا باب قولہ تعالیٰ "من بعد وصیة بها او دين"

۴۲ے کتاب الفرائض باب ما جاء فی میراث الاخوۃ و ابن ماجہ کتاب الوصایا باب الوصیہ قبل الدین و مسند احمد (۷۹/۱)

۴۳ے فتح الباری ۳۰۶/۶ والنکت ج ۱ ص ۳۴۰

۴۴ے ج ۶ ص ۳۰۶

۴۵ے راجع فتح الباری



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس بنا پر مصنف نے اس کو بصیغہ تمریض ذکر کیا ہے حافظ ابن حجر لکھتے ہیں ۴۵۔
کہ شعبہ سے ایک جماعت نے "سمعنین" کے لفظ کے بغیر روایت کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔ گویا کہ اس کو بوجہ شذوذ صیغۂ تمریض سے بیان کیا گیا ہے۔

اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ اس تعلیق ممّرض سے ثوری والی روایت کی طرف اشارہ کیا ہو جو کہ من طریق ابی سلمہ عن عائشہ او ابی ھریرۃ المصنف عبدالرزاق ۴۶۔ میں ہے اور حافظ ابن حزم نے اسے "المحلی" میں ذکر کیا ہے ۴۷۔ اور اس کی تصحیح کی ہے اور سنن ابن ماجہ ۴۸۔ میں من طریق ثوری عن عبداللہ بن محمد بن عقیل عن ابی سلمہ مذکور ہے۔ اس کی اسناد میں ابن عقیل ہے جو حجت ہونے میں مختلف فیہ ہے اور اس پر اختلاف بھی ہے۔ چنانچہ زہیر بن محمد نے "عنہ عن علی بن الحسین حدثنی رافع" بیان کی ہے اور شریک القاضی وعبید اللہ بن عمرو نے ابن عقیل سے زہیر کی متابعت کی ہے۔ ۴۹۔

(ا) کبھی مدلس راوی کے وہم تدلیس کو دور کرنا اور اس کے سماع کو ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے مثلاً"

(i) کتاب الایمان میں حضرت انس کی حدیث "**یخرج من النار من قال لا الٰہ الا اللہ**" جو ھشام عن قتادۃ عن انسؓ مذکور ہے اس میں قتادہ مدلس ہے اور وہ "عن" کے ساتھ روایت کر رہا ہے۔ مولف نے اس کے بعد "**قال ابان حدثنا قتادۃ حدثنا انس رضی اللہ عنہ**" روایت ذکر کر کے قتادہ سے تدلیس کے وھم کو دور کر دیا ہے اور انس سے سماع ثابت کر دیا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

"مصنف کے یہاں اس حدیث کو معلق ذکر کرنے کے دو فائدے ہیں:
اولاً" قتادہ کی حضرت انس سے تحدیث کی تصریح! کیونکہ وہ مدلس ہے اور جب تک مدلس کا سماع ثابت نہ ہو اس کی عنعنہ والی روایت مقبول نہیں ہوتی۔ ثانیاً "من خیر" کی جگہ "من الایمان" کو ذکر کر کے یہ واضح کیا ہے کہ یہاں "خیر" سے مراد "ایمان" ہے"

پھر اگر مصنف اصالۃً ہی ابان کی روایت لے آتے تو تدلیس کے وھم سے تو بچ جاتے مگر ایک تو دوسرا فائدہ حاصل نہ ہوتا اور پھر ابان اگرچہ مقبول ہے مگر ھشام اس سے احفظ اور اتقن ہے لہٰذا اس مصلحت کے پیش نظر ھشام کی روایت کو اصالۃً لانا قرین قیاس تھا۔

---

۴۶۔ المصنف لعبد الرزاق ۴/۳۷۹ ۴۸۔ سنن ابن ماجہ باب اضاحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۴۷۔ المحلی ۸/۵۱-۵۲ ۴۹۔ مسند احمد ۶/۳۹۱، ۸ و اسنادھا حسن کما فی مجمع الزوائد ۴/۲۲



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پس ان دونوں مصلحتوں کے پیش نظر مولف نے یہ ترتیب اختیار کی ہے۔ ۵۰

كتاب السلم.."باب السلم إلى أجل معلوم " (٥١)

من طريق أبى نعيم حدثنا سفيان عن ابن أبى نجيح عن عبد الله بن كثير عن المنهال عن ابن عباس رضى الله عنه قال قدم النبى صلى الله عليه وسلم المدينة وهم يُسلِفون ..الحديث

اس کے بعد مصنف نے "وقال عبداللہ بن الولید حدثنا سفیان حدثنا ابن ابی نجیح۔۔۔ الخ تعلیقا" ذکر کیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ مصنف کا اس جگہ تعلیق سے مقصد تحدیث کی وضاحت ہے کیونکہ اس سے پہلے یہ روایت عنعنہ سے مذکور ہے۔ خصوصاً" جبکہ سفیان ثوری تدلیس کے ساتھ متصف ہے ۵۲۔

(iii)　كتاب الصوم باب من زار قوما فلم يفطر عندهم

اولاً حدیث خالد بن الحارث ثنا حمید عن انس ذکر کی ہے کہ (دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے عقب میں حدیث ابن مریم

أخبرنا يحيى بن أيوب قال حدثنى حميد سمع أنسًا تعليقاً

ذکر کی۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں "اس تعلیق کا فائدہ حمید کا انس سے اس حدیث میں سماع کو بیان کرنا ہے کیونکہ بسا اوقات حمید انس سے تدلیس میں بھی مشہور ہیں۔ یہ تین امثلہ دفع تدلیس اور بیان التصریح بالتحدیث کی ہیں۔

(۳) کبھی تعلیق سے مقصود ایک محدث کی دوسرے سے لقاء کو ثابت کرنا ہوتا ہے جبکہ ان کی باہم لقاء میں بظاہر بُعد ہو۔ مثلاً "کتاب الفتن ۔۔۔ "باب ذکر الدجال" میں ہے

سعيد بن ابراهيم بن عبد الرحمن عن ابيه عن ابى بكرة قال

لايدخل المدينة..الخ　اس کے بعد

وقال ابن إسحاق عن صالح بن إبراهيم عن أبيه

قال قدمت البصرة فقال لى أبو بكرة

---

۵۰۔ انظر فتح الباری ج۱ ص۱۲ و عمدة القاری ۱/۲۹۹

۵۱۔ فتح الباری ج۵ ص۳۴۱ و عمدة القاری ۱۰/۵۹

۵۲۔ فتح الباری ج۵ ص۳۴۱ و عمدة القاری ۱۰/۵۹



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تعلیقاً" ذکر کیا ہے حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں "اس مقام پر تعلیق، ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف کے حضرت ابوبکرہ سے سماع کو ثابت کرنے کا فائدہ دے رہی ہے کیونکہ وہ بصرہ میں حضرت عمرؓ کے دور میں تشریف لائے تھے، حتیٰ کہ وفات پائی۔" ۵۳۔

(۳) بعض اوقات اس سے مقصود اس بات کی تصریح ہوتی ہے کہ یہ رب العالمین سے روایت شدہ ہے۔ مولف نے کتاب التوحید "باب روایتہ النبیؐ عن ربہ" ۵۴۔ میں بطریق یحییٰ عن التیمی عن انس بن مالک عن ابی ہریرہ بیان کیا ہے۔

قال رُبما ذكر النبي صلى الله عليه وسلم إذا تقرَّب العبدُ..الحديث

پھر اس کے بعد

وقال معتمر سمعت أبي قال سمعت أنساً عن النبي صلى الله عليه وسلم يرويه عن ربه عزوجل

ذکر کیا ہے۔ حافظ لکھتے ہیں کہ اس جگہ تعلیق سے مقصود آپؐ کی اللہ عزوجل سے روایت کی صراحت کرنا ہے اور امام مسلم وغیرہ نے اس حدیث کو موصول ذکر کیا ہے ۵۵۔

(۴) کبھی تعلیق سے مقصد کسی مرفوع روایت سے اس کے موقوف ہونے کے وہم کو دور کرنا ہوتا ہے جیسا کہ "کتاب الاعتصام والسنہ" میں حدیث

سعيد بن ميناء عن جابر بن عبد الله قال: جاءت ملائكة إلى النبي صلى الله عليه وسلم

اس سیاق میں حدیث کے موقوف ہونے کا وہم ہوتا ہے چنانچہ مولف نے اس کے بعد وتابعه قتيبة عن ليث بن خالد عن سعيد بن أبي هلال عن جابر قال خرج علينا النبيُّ صلى الله عليه وسلم

لاکر اس کے موقوف ہونے کا وہم دور کر دیا۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ یہاں امام بخاری کا معلقاً" ذکر کرنے سے اس آدمی کے وہم کو دور کرنا مقصود ہے۔ جو سعید بن میناء کی حدیث کو موقوف خیال کرتا ہے کیونکہ اس کے نبی اکرمؐ تک مرفوع

---

۵۳۔ فتح الباری ج ۱۶ ص ۲۰۸

۵۴۔ فتح الباری ج ۱۷ ص ۲۹۴

۵۵۔ اخرجہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہونے کی تصریح نہ کی گئی تھی پس آپ نے صراحت رفع کے لئے اس صیغہ کو استعمال کیا ہے۔۵۶۔

(۵) کبھی تعلیق سے کسی روایت کے موصول اور مرسل ہونے میں اختلاف کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہوتا ہے مثلاً":

كتاب فرض الخمس باب كان يُعطِي النبيُّ صلى الله عليه وسلم المؤلَّفةِ قلوبُهم (۵۷) حدَّثنا أبو أسامة حدثنا هشام قال أخبرني أبي عن أسماء بنت ابي بكر قالت كنت أنقل النَّوى.. الحديث

وقال ابو ضمرة عن هشام عن أبيه ان النبي صلى الله عليه وسلم أقطع الزبير

پس ابو اسامہ کی حدیث موصول اور ابوحمزہ کی حدیث مرسل ہے تو آپ نے ان کے مابین اختلاف کی طرف اشارہ کیا ہے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ یہاں اس سے مقصود دو فائدوں کا حصول ہے:

(۱) أن أبا ضمرة خالف أبا أسامة في وصله فارسله

(۲) ان في رواية أبي ضمرة تعيُّن الارضِ المذكورةِ وانها كانت من أموال بني النضير فاقطع الزبير فيها وبذلك يرتفع استشكال الخطابي حيث قال: لا أدرى كيف أقطع النبي صلى الله عليه وسلم أرض المدينة وأهلها قد أسلموا　　والله أعلم

(۶) اور کبھی روایت بالمعنی کی وجہ سے بصیغہ تمریض ذکر کر دیتے ہیں مثلاً" باب الرقیہ بفاتحۃ الکتاب میں ہے

ويذكر عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم

حافظ "فتح الباری" میں لکھتے ہیں ۵۸۔

یہاں پر بعض نے اعتراض کیا ہے کہ حضرت ابن عباس سے یہ حدیث تو امام بخاری نے

---

۵۶۔ فتح الباری ۱۳/۲۴۹-۲۵۰ وقال الترمذی و ھذا مرسل لان سعید بن ابی ھلال لم یدرک جابرا"

۵۷۔ فتح الباری ج ۷ ص ۶۳ الاطراف فی الخمس (۱۹ : ۵) حدیث رقم ۵۲۷۵ وقد روی ھذا الحدیث من غیر وجہ باسناد اصح من ھذا و روایہ سعید مرسل فاشار بالتعلیق الی ارسالہ　　۵۸۔ فتح الباری ج ۱۲ ص ۳۰۷



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صحیح بخاری میں اور اس کے بعد باب الشروط فی الرقیہ بفاتحہ الکتاب میں مسندا" روایت کی ہے جو امام کی شرط پر ہے۔ پھر یہاں پر بصیغہ تمریض اس کی طرف کیوں اشارہ کیا ہے اور پھر مولف نے "کتاب الاجارہ۔۔۔ "باب ما یعطی فی الرقیہ بفاتحہ الکتاب" میں اس حدیث کا ایک جملہ (ان احق ما اخذ تم علیہ اجرا کتاب اللہ) "تعلیقا" بصیغہ جزم ذکر کیا ہے۔ پس یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ جو حدیث صحیح ہوتی ہے اور امام بخاری کی شرط پر نہیں ہوتی اس کو بصیغہ تمریض ذکر کر دیتے ہیں۔

اس کے جواب میں علامہ عراقی شیخ ابن حجر "علوم الحدیث" میں لکھتے ہیں کہ جب امام بخاری روایت بالمعنی کریں تو تمریض کے صیغہ سے بیان کرتے ہیں پس اب قاعدہ پر کوئی اعتراض نہیں رہتا۔

حافظ ابن حجر اس کی تائید کرتے ہیں کہ

بلاشبہ ابن عباس کی خبر میں نبی اکرمؐ تک رقیہ بفاتحہ الکتاب کی کوئی صراحت نہیں اور یہ آپؐ کی تقریرات سے ہے۔ فلہذا یہ نسبت معنویت کی حامل ہے۔

یہ بھی عین ممکن ہے کہ مولف کے سامنے "رقیہ بفاتحہ الکتاب" کے متعلق کوئی دوسری صریح حدیث ہو جو مولف کی شرط پر نہ ہو اس لئے اسے بصیغہ تمریض ذکر کر دیا ہو۔۔۔ واللہ اعلم

(۷) کسی حدیث کی اسناد میں تفرد یا غرابت کیوجہ اس کو بصیغہ تمریض ذکر کر دیتے ہیں مثلاً "باب مس الحریر من غیر لبس" میں ہے ۵۹۔

ویروی عن الزبیدی عن الزهری عن انس عن النبی صلی اللہ وسلم

امام بخاری نے اس سے حضرت انس والی اس حدیث کیطرف اشارہ کیا ہے جو طبرانی کی المعجم الکبیر میں "من طریق عبداللہ بن سالم الحمصی عن الزبیدی عن الزهری عن انس" مذکور ہے:

قال أنس أهدى للنبي صلى الله عليه وسلم حُلَّةً من استَبْرَق. ذكره بطوله وفيه قصة مناديل سعد

امام دار قطنی "الافراد" میں فرماتے ہیں کہ "زبیدی سے عبداللہ بن سالم کے ماسوا کسی نے روایت نہیں کی"

اور حافظ اس پر اضافہ کرتے ہیں کہ اس حدیث کی غرابت اور ابن سالم کے تفرد کے باعث امام مولف نے اس کو تمریض کے صیغہ سے بیان کیا ہے۔ اور یہی زیادہ واضح بات ہے۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## مزی کا وہم

علامہ مزی ۶۰؎ نے الاطراف میں سے تعلیق ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس سے مراد حضرت انسؓ کی وہ حدیث ہے جس میں ہے

أنه رأى على ام كلثوم بنت النبى صلى الله عليه وسلم بُردا سيراء.. الحديث(٦١)

حالانکہ یہ حدیث مراد نہیں ہے کیونکہ اگر یہی حدیث مراد ہوتی تو امام بخاری بصیغہ جزم تعلیق کرتے

لانه حديث مشهور عن الزبيدى وقد أخرجه البخارى من حديث شعيب عن الزهرى فى باب الحرير للنساء(٦٢)

اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ امام بخاری نے جب کتاب المناقب میں براء بن عازب کی حدیث بیان کی تو اس کے بعد رواہ الزھری عن انس کہدیا اور جب انسؓ سے زھری کی یہ حدیث معلق کی تو بعینہ براء بن عازب کی اسی حدیث کو مسنداً" بیان کر دیا۔ ۶۳؎ جس سے واضح ہوتا ہے کہ امام بخاری کی مراد وہ حدیث ہے جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے۔۔۔ واللہ اعلم

(۸) بسااوقات کسی راوی کے قابل حجت ہونے میں اختلاف کے باعث تمریض کے صیغہ سے ذکر کر دیتے ہیں۔ کتاب الصلوۃ میں اس کی مثال ہے کہ

ما يجوز من البُصاق والنفخ فى الصلاة (٦٤)

ويذكر عن عبد الله عمرو: نفخَ النبىُّ صلى الله عليه وسلم فى سجوده حافظ ابن حجر لکھتے ہیں

یہ طویل حدیث کی ایک طرف ہے جو مسند احمد (۱۵۹/۲) ابن خزیمہ (۳۲۱/۲) اور ابن حبان (الموارد: ۱۵۷) میں من طريق عطاء بن السائب عن أبيه عن عبد الله بن عمرو مذکور ہے۔ قال كسفت الشمس..الخ

---

۵۹؎ فتح الباری ج ۱۲ ص ۴۰۷
۶۰؎ راجع الاطراف رقم ۱۵۴۳
۶۱؎ رواہ ابوداؤد ج ۴ ص ۸۹ والنسائی
۶۲؎ فتح الباری ج ۱۲ ص ۳۱۶
۶۳؎ راجع فتح الباری ج ۱۲ ص ۴۰۷ والتغلیق ج ۵ ص ۶۳
۶۴؎ انظر فتح الباری ج ۳ ص ۲۳ والتغلیق ج ۲ ص ۴۴۷



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فتح الباری اور تغلیق میں اس حدیث کے طرق ذکر کرنے کے بعد حافظ لکھتے ہیں کہ امام بخاری نے بصیغہ تمریض اس لئے ذکر کیا ہے کیونکہ عطاء بن السائب قابل حجت ہونے میں مختلف فیہ ہے اور وہ آخر عمر میں مختلط ہو گیا تھا۔ جبکہ ثوری نے ان سے قبل از اختلاط روایت لی ہے اور عطاء کا باپ امام بخاری کی شرط پر نہیں ہے۔

اب ہم اس تعلیق ممرض کی مثال بیان کرتے ہیں جو درجہ ضعف میں ہے اور کسی امر آخر سے اس کا جبر نہیں ہوا جیسا کہ کتاب الصلاۃ میں ہے ۔

ویُذکر عن أبی هریرة رضی الله عنه رفعه "لا يَتطَوَّع الامام فی مکانه "ولم یصح(٦٥)

اس سے ابوھریرہ کی اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جو ابوداؤد میں "من طریق لیث بن ابی سلیم عن الحجاج بن عبید عن ابراہیم بن اسماعیل عن ابی ھریرہ" مرفوعا" مذکور ہے۔ اس کی اسناد میں لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے اور وہ اس روایت میں متفرد ہے اور پھر حجاج بن عبید اور ابراہیم بن اسماعیل دونوں مجھول ہیں۔ ان وجوہ کی بنا پر امام بخاری نے اس کے ضعف کی تصریح کر دی ہے۔ ٦٦۔

نیز حافظ ابن حجر لکھتے ہیں ٦٧۔

امام بخاری کا اس کو "ولم یصح" کہنا اس کی اسناد کے ضعف اور مضطرب ہونے کی وجہ سے ہے۔ ایک تو لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے اور دوسرے اس پر اختلاف ــــ امام بخاری اپنی تاریخ کبیر میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ثابت شدہ نہیں اور اسی باب میں اس معنی کی حامل مغیرہ بن شعبہ سے حدیث بھی آتی ہے۔ (رواہ ابو داؤد و اسنادہ منقطع)

گو ابوہریرہ اور مغیرہ والی دونوں روایات صحیح نہیں ہیں۔ دوسری مثال "کتاب الھدیہ"

ویذکر عن ابن عباس رضی الله عنه مرفوعاً أن جلساءه شرکاءه (٦٨) ولم یصح حافظ ابن حجر لکھتے ہیں ٦٩۔

مسند عبد بن حمید اور حلیہ ابی نعیم میں یہ حدیث "من طریق مندل بن علی عن ابن جریج عن عمرو بن دینار عن ابن عباس" مرفوعا" موصولا" مذکور ہے اور مندل بن علی ضعیف

---

٦٥۔ بخاری باب مکث الامام فی مصلاہ بعد السلام فتح الباری ج ٣ ص ٤٧٩

٦٦۔ النکت ج١ ص ٣٤١ ٦٩۔ النکت ج١ ص ٣٤٢

٦٧۔ المرجع السابق ٦٨۔ صحیح بخاری باب من اهدی له هدیة و عنده جلساءه فهو احق به (فتح الباری ٦ ص ٣٠٦)



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے۔ اصل روایت عمرو بن دینار عن ابن عباس موقوفاً محفوظ ہے۔ جیسا کہ مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ عبدالرزاق سے مرفوعاً" روایت کیا گیا ہے اور یہ ان سے ثابت نہیں ہے۔

حافظ فتح الباری میں لکھتے ہیں ۷۰۔ کہ عبدالرزاق تک اس روایت کو مرفوعاً" یا موقوفاً" بیان کرنے میں اختلاف پایا گیا ہے ان سے مشہور موقوفاً" ہی ہے اور دونوں روایتوں سے صحیح تر بھی یہی ہے۔

عبدالرزاق والی روایت عن محمد بن مسلم الطائفی عن عمرو بن دینار ہے۔ طائفی بھی متکلم فیہ ہے تاہم مندل سے کچھ بہتر ہے۔ فی الجملہ یہ روایت موقوفاً" صحیح ہے اور ابو حاتم رازی نے کہا ہے "ان رفعہ منکر" عقیلی نے اس کے رفع کا انکار کیا ہے۔

یہاں تک تمام مباحث کا تعلق مرفوع حدیث تھا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ صحیح بخاری میں احادیثِ مرفوعہ معلقہ دو قسم پر ہیں ایک وہ جو دوسرے مقام پر موصولاً مذکور ہیں اور دوسری وہ جو "تعلیقاً" ہی مذکور ہیں۔ اس کے بعد حافظ ابن حجر نے ان احادیث کی تعلیق کے اسباب کی طرف اشارہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ جو احادیث تعلیقاً" ہی مذکور ہیں' ان کی دو قسمیں ہیں:

(الف) معلق بصیغۂ جزم

(ب) معلق بصیغۂ تمریض

پھر ان کے احکام بیان کرنے کے بعد ان کی امثلہ بیان کی ہیں

تعلیق جازم ـــــ جو امام کی شرط پر ہے۔ اس کی دو مثالیں ذکر کی ہیں

(الف) وقال ابراهيم بن طهمان..حديث ابن عباس الجمع بين الظهر والعصر

(ب) وقال عثمان بن الهيثم حديث ابى هريرة وَكَّلني رسول الله صلى الله عليه وسلم..بزكاة رمضان

اور لکھا ہے کہ اس کے ضمن میں وہ روایات بھی آجاتی ہیں جن کی کل اسناد حذف کر کے "قال ابو هريره قال النبی" کہا گیا ہے وهي على شرطه ولم يخرجه في موضع اخر اور کتاب الصیام میں حضرت ابوہریرہ والی روایت لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى اُمَّتِي لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ ۷۱۔ ذکر کی ہے جو کہ اصل حدیث "عن الاعرج عن ابی ہریرہ" ہے۔ پھر اس

---

۷۰۔ فتح الباری ج ۲ ص ۱۵۵ والنکت ص ۳۴۲
۷۱۔ کتاب الصیام باب السواک الرطب للصائم



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے بعد وہ تعلیق جازم ذکر کی ہے جو نفس الامر میں صحیح ہے لیکن امام کی شرط پر نہیں ہے۔ اس کی مثال میں بہز بن حکیم کی مرفوع حدیث ذکر کی ہے جس میں ہے:

و اللہ أحق أن یُستحیی منه

پھر اس تعلیق جازم کی مثال بیان کی ہے جس میں انقطاع کے سبب سے ضعف پایا جاتا ہے جیسے: قال طاؤس قال معاذ

تعلیق جازم کے بعد تعلیقِ ممرض کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں:

(i) جو صحیح الاسناد ہیں لیکن مؤلف کی شرط پر نہیں ہیں:

(ii) جو حسن الاسناد ہیں

(iii) جو ضعیف الاسناد ہیں

پھر بیان کیا کہ ضعیف الاسناد دو قسم پر ہیں ایک وہ جس کے ضعف کا جبر ہو گیا ہو اور دوم وہ جس کے ضعف کا جبر نہ ہوا ہو اور ان میں سے ہر ایک کی دو دو مثالیں ذکر کی ہیں۔

## آثار موقوفہ

احادیث مرفوعہ کے بعد اب ہم آثار موقوفہ سے بحث کرتے ہیں جو الجامع الصحیح میں تعلیقاً مذکور ہیں ۷۲۔ امام بخاری کے نزدیک جو آثار صحت سے ثابت ہیں ان کو بالجزم ذکر کرتے ہیں خواہ مؤلف کی شرط پر نہ ہوں اور جن میں ضعف و انقطاع پایا جاتا ہے ان کو بصیغۂ تمریض ذکر کرتے ہیں۔

پھر جب کوئی اثر دو یا دو سے زیادہ اشخاص سے معلق ہو اور ان میں بعض سے صحت کے ساتھ ثابت ہو مگر دوسروں سے ضعف کے ساتھ تو سب کی طرف صیغۂ تمریض سے نسبت کرتے ہیں۔

## امثال

مذکورہ بالا توزیع و تقسیم کا تعلق ان احادیث و آثار سے ہے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا آثار کے قائلین کی طرف بالتصریح منسوب ہوں۔ لیکن جس اثر کو اس کے قائل کی طرف نسبت نہیں کیا گیا یا حدیث کے کسی جملہ پر ترجمہ قائم کیا گیا ہے اور اس کے حدیث ہونے کی تصریح نہیں ہے تو ان میں اکثر تو صحیح ہیں اور کچھ ضعیف بھی ہیں مثلاً

"باب اثنان فما فوقہما جماعۃ" ۷۳۔ کہ یہ حدیث ضعیف کے الفاظ ہیں۔

---

۷۲۔ النکت علی ابن الصلاح

۷۳۔ فتح الباری ج ۳ ص ۲۸۲



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حافظ لکھتے ہیں کہ
"یہ ترجمہ الباب کے الفاظ دراصل حدیث کے الفاظ ہیں جو کہ ضعیف طرق سے مروی ہے"

اس کے بعد حافظ نے اس کے متعدد مخارج بیان کئے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

وقد يذكر بصيغة التمريض لضعف الاسناد إلى بعضهم كما في كتاب الوصايا والوقف..باب قول الله تعالى ﴿من بعد وصية...أودَين﴾ ويذكر أن شريحاً و عمر بن عبد العزيز وطاؤسا وعطاء أجازوا إقرار المريض بدَين

حافظ نے فتح الباری میں ان تعالیق کی تخریج کی ہے اور لکھا ہے کہ جہاں تک شریح کا قول ہے تو اس کی اسناد میں جابر الجعفی ہے جو کہ ضعیف ہے اور طاؤس کے قول میں لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے اور عطاء کا قول کا جہاں تک معاملہ ہے تو اس کی اسناد کے رجال ثقہ ہیں۔

پھر اس کے بعد حافظ لکھتے ہیں:

اسی ضعف اسناد کی بنا پر امام مؤلف نے جزم کے صیغہ سے نقل نہیں کیا ۷۴۔ واللہ اعلم۔

حافظ لکھتے ہیں کہ اس قسم کی احادیث تعالیق میں شامل نہیں ہیں صحیح کی دراست کیلئے ان کو الگ مستقل جزء میں جمع کرنے اور بحث کرنے کی ضرورت ہے ۷۵۔ اور تعالیق پر بحث سے اندازہ ہوتا ہے کہ احادیث احکام پر امام بخاری کی نظر کس قدر گہری اور ان کی معرفت کا دائرہ کس قدر وسیع تر تھا۔

---

۷۴۔ التغلیق ج ۳ ص ۱۷ والفتح ۶/ ۳۰۲

۷۵۔ توضیح الافکار ۱/ ۱۴۳ والنکت علی ابن اصلاح ج ۱ ص ۳۴۳



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ